تقریر

تقریر بابت انفاق فی سبیل اللہ
وقت 5-7 منٹ

صدقہ و خیرات کی حقیقت اور برکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (الحدید: 19)

یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو قرضہ حسنہ دیا ان کے لئے وہ بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے ایک باعزت اجر ہے۔

نیز فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ: 103)

تُو ان کے مالوں میں سے صدقہ قبول کر لیا کر، اس ذریعہ سے تُو انہیں پاک کرے گا نیز اپن کا تزکیہ کرے گا۔ اور اُن کے لئے دعا کیا کر یقیناً تیری دعا اُن کے لئے سکینت کا موجب ہوگی اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

نیم شب بھیگی دُعاؤں کے عوض ملتا ہے
سوز میں ڈوبی کراہوں کے عوض ملتا ہے
سب جہانوں کے زر و مال کا جو مالک ہے
صدقے خیرات کے سکوں کے عوض ملتا ہے

معزز سامعین! صدقہ و خیرات کی حقیقت اور برکات۔ یہ ہے وہ موضوع جس پر مجھے آج اظہارِ خیال کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انفاق فی سبیل اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ نماز کے ذکر کے بعد انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر بہت زیادہ ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکایات کی روشنی میں اس مضمون کو سمجھایا ہے۔ ایک دفعہ یہ قصہ صحابہ کو سنایا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل سے گزر رہا تھا کہ گھنے بادل آئے جو برسنے لگے۔ اس آدمی نے ایک آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ اس نے دیکھا کہ پانی ایک نالے کی صورت میں پتھریلی زمین پر جانے لگا۔ وہ آدمی اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا تا اس نیک آدمی کو جان سکے۔ وہ آدمی کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالا ایک باغ میں جا کر رکا اور اس کا مالک اس پانی سے باغ کو سیراب کر رہا تھا۔ تب اُس آدمی نے اس زمین کے مالک سے نیکی اور اس انعام کی وجہ پوچھی۔ اس نیک آدمی نے بتایا کہ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، ایک تہائی اپنے اہل و عیال کے لیے جبکہ باقی تہائی حصہ اگلی فصل کے لیے بیج خریدنے کے لیے رکھ لیتا ہوں۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 706-707)

دیکھیں! اللہ تعالیٰ کو اس نیک آدمی کے صدقہ و خیرات کی خوبی اِس قدر پسند آئی اور اُس کے صلہ میں انعام بھی کتنا بڑا دیا کہ بادلوں کو اس کی طرف موڑ دیا اور اُس کی فصل کو سیراب کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دعا، صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑ ہا صلحاء اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر پر گواہ ہیں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 158-159 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر صدقہ و خیرات کے ذریعہ تقدیر بھی ٹلنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”دعا بہت بڑی سِپر کامیابی ہے۔ یُونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حُوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نُون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یُونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرار داد اور جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لیے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لیے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 238-237 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے میں دعاؤں کو، صدقات کو قبول کرتا ہوں لیکن ان بندوں کی جو اس کی طرف جھکتے ہیں، اپنی کمزوریوں اور اپنی نالائقیوں سے آئندہ بچنے کی کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو جو ایسی کوشش کر رہے ہوں، اس کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہوں، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کہ اگر ایک قدم چل کے آتا ہے تو اللہ میاں دو قدم چلتا ہے اور زیادہ تیز چلتا ہے تو دوڑ کر آتا ہے، تو بہر حال جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ بندہ اس کی طرف آ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ وہ تو جب بندہ خالص ہو کر اس کی طرف جھکتا ہے فوراً اپنے رحم کو جوش میں لے آتا ہے کیونکہ وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ دعا اور صدقات سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا، یہ ضروری نہیں کہ خواہش کے مطابق کام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تو اگر فوری طور پر خواہش کے مطابق یعنی جو بندے کی خواہش ہے نتیجہ نہ بھی ظاہر فرمائے تو بھی بندے کی دعا اور صدقہ قبول کر لیتا ہے اور اَور ذرائع سے اَور وقتوں میں پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ میری دعا کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف رنگوں میں فضل ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ بغیر کسی شرط کے خالص ہو کر اس کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں اور جس طرح اس نے فرمایا ہے کہ صدقہ و خیرات اور توبہ کرتے رہیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا کام صرف یہ ہو کہ اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ صدقہ و خیرات اور چندے دینے کے بعد بھی کبھی بھی کسی قسم کا تکبر، غرور یا دکھاوا ہم میں ظاہر نہیں ہونا چاہئے بلکہ عاجزی سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم ہے، سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (ابو داؤد ابواب الوتر باب الدعاء) جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور صدقہ و خیرات دیتا ہے، اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ کا قرب پائے، اس کی رضا حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں رنگین ہونے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام صفات میں کامل ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بندے کو اس کی خاطر کئے گئے کسی کام پر اجر نہ دے۔ اس کی دعاؤں کو قبول نہ کرے۔“

(خطبہ جمعہ 26/ نومبر 2004ء)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد ”مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 295) کی وضاحت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔“

(الفضل آن لائن لندن 3/ اکتوبر 2022ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس مختصر سے تربیتی فقرہ میں دعا کے الفاظ میں حقوق اللہ اور صدقات کے الفاظ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف احمدیوں کو متوجہ کرنا ہے اور یہی دو حقوق دین اسلام کا نچوڑ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حوالہ سے ایک جگہ فرمایا کہ

”حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اپنے فرائض منصبی نہایت دیانت داری سے بجا لاؤ۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 265)

سب سے بڑا صدقہ

سامعین! ایک شخص کے سوال پر کہ ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تُو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تُو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کرو مبادا جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 656-657 حدیث:695)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ

کہ انسان پر موت آجانے کے بعد اس کے عمل اس سے منقطع ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے دنیا کو دارالعمل کہا جاتا ہے۔ شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

گویا کہ عمل کرنے کا وقت، انسان کی زندگی میں ہے اس لیے انسان کو زندگی کے ہر لمحے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بعض عمل ایسے ہوتے ہیں جن سے انسان کی وفات کے بعد جب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں تو ان کا ثواب اور اجر وفات یافتہ کو مل رہا ہوتا ہے۔ ایسے اعمال کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔ یعنی مستقل جاری رہنے والی نیکی۔ گو انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل تو ختم ہو جاتے ہیں مگر ان کی نیکی کا ثواب اور اجر ملتا رہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِسی حدیث کے تسلسل میں فرماتے ہیں کہ گو انسان کے عمل وفات پا جانے کے ساتھ منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل جاری رہتے ہیں۔ اول صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، تیسرے ایسی نیک اولاد جو اس مرحوم کے لئے دعا کرے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان مرحوم صفحہ 577)

جیسے کوئی انسان زندگی میں رفاہ عامہ کے لیے مسجد تعمیر کر دے، اسکول یا مدرسہ بنا دے، کنواں لگا دے، جس کے پانی سے ایسے علاقوں کے لوگ مستفیض ہوں جہاں پانی کی کمی ہے یا پانی کڑوا یا گدلا آتا ہے۔ جیسے جماعت احمدیہ میں ہیومینیٹی فرسٹ اور انٹرنیشنل احمدیہ ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکچرز اینڈ انجینئرز (IAAAE) کے تحت افریقہ اور نگرپارکر پاکستان کی بے شمار جگہوں میں کنویں، نلکے اور پانی کے جدید Tap لگوا کر جاری رہنے والا صدقہ کیا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برطانیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کے خطابات سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت نے کئی پس ماندہ علاقوں میں سہولیات مہیا کرکے ماڈل گاؤں بھی بنائے ہیں۔ اسی طرح کسی طالب علم کے لیے مالی امداد یا وظیفہ بھی صدقہ جاریہ کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ نے اپنی زندگی میں ایک ٹرسٹ قائم فرمایا تھا جس کے تحت غریبوں، ناداروں اور مستحق طلباء کے لیے رقوم مہیا کی جاتی تھیں۔

دوسرے نمبر پر ایسا علم ہے جو "لَا يَنْقَطِعُ بِهٖ" ہو کہ اس کے شاگرد دنیا بھر میں موجود فیض کو آگے پہنچا رہے ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ اسی کے تحت آتا ہے۔ کوئی کتاب لکھ جاتا ہے اور بغیر کسی لالچ کے بچوں کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔

تیسرے نمبر پر "وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهٗ" کہ انسان اپنے پیچھے ایسی اولاد چھوڑ جائے جس کی تربیت ایسی کی ہو کہ مرحوم کی نیکیوں کو اس کی وفات کے بعد جاری رکھے۔ اس لیے اولاد کی تربیت و اصلاح بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ احمدی خواتین کو اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کرنے کی تلقین کرتے تھے کہ وہ نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دیتے رہیں۔ ماؤں سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ اپنے بچوں کو نمازی بنا جائیں گی تو انہوں نے اگر ظہر کی نماز پڑھی تو کہا جائے گا کہ اس مرحومہ عورت نے بھی ظہر کی نماز پڑھی۔ اگر پسماندگان میں سے کسی بیٹے نے عصر کی نماز ادا کی تو عصر کی نماز کا ثواب اس مرحومہ والدہ کے کھاتے میں لکھا جائے گا۔ علی ھذا القیاس مغرب، عشاء اور فجر کا اولاد کی طرف سے ادا کرنا اس کی والدہ کو ثواب مل رہا ہو گا۔ یہی صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اپنے ایمان کا وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے۔ جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کپڑا بھی پہنا دیا جاوے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بد عمل ہے تو کچھ بھی نہیں۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال میں ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 340 ایڈیشن 2016ء)

سامعین! حضورؐ نے زکوٰۃ اور صدقہ کو نیکیوں کے راستے قرار دیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے نیکیوں کے کچھ راستے بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز باجماعت پڑھو، زکوٰۃ دو اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 650 حدیث نمبر 689)

ایک اور روایت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ گناہ کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 651-650)

سامعین! صحابہ کرام نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر بھی صدقہ وخیرات کا ثواب کما لیا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پر صحابہ سے دریافت فرمایا کہ آج کس کس نے روزہ رکھا ہے؟ تمام خاموش تھے مگر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضور! میں نے آج روزہ کی نیت کر لی تھی۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آج کسی نے غریب کو کچھ دیا؟ تو تمام صحابہ نے کہا کہ حضورؐ! ابھی تو صبح ہے کیسے اس نیکی پر عمل ہو سکتا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی حضورؐ! میں کچھ دے آیا ہوں۔ پوچھا کیسے؟ عرض کی۔ میرے اس بیٹے نے نماز پر آتے کچھ کھانے کی ضد کی۔ میں نے روٹی کا ایک ٹکڑا اسے دے دیا جو اس کے پاس تھا میں نے اس سے لے کر مسجد کے باہر کھڑے ایک فقیر کو دے دیا تھا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج کسی نے تیمار داری کی ہے؟ تمام صحابہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ صبح سویرے کیسے ممکن ہے؟ حضرت ابو بکرؓ فوراً بولے یا رسول اللہؐ! مجھے رات کو علم ہوا کہ فلاں صحابی بیمار ہیں۔ میں مسجد آتے ہوئے ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر حال پوچھ آیا ہوں۔

سامعین! صدقہ وخیرات کرنے کا مقام اتنا بلند ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ صدقہ کا دروازہ ہے جن میں سے صدقہ وخیرات کثرت سے کرنے والے داخل کئے جائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جو شخص جس نیکی میں ممتاز ہوگا اسے اس نیکی کے دروازے سے گزرنے کو کہا جائے گا تا وہ جنت میں داخل ہو سکے۔ اسے آواز آئے گی کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس سے اندر آ جاؤ۔ بعض لوگ نماز کے دروازے سے، بعض جہاد کے دروازے سے، بعض روزے کے دروازے سے یعنی سیرابی کے دروازے سے اور جو صدقہ میں ممتاز ہوئے انہیں صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا۔ کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ان سب دروازوں سے آواز آئے گی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نَعَمْ! وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ

(بخاری کتاب الصوم)

کہ ہاں! مجھے امید ہے کہ تم ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گے۔

ایک دفعہ کچھ لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! دولت مند لوگ سارا ثواب لے جاتے ہیں۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے بھی ہماری طرح رکھتے ہیں۔ مگر وہ صاحب مال ہونے کی وجہ سے ہم سے صدقہ وخیرات میں سبقت لے جاتے ہیں جس کا ہمیں بہت دکھ اور قلق رہتا ہے کیونکہ ہم صدقہ نہیں دے پاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

سنو! ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے بلکہ وظیفہ زوجیت ادا کرنا بھی صدقہ ہے (تم یہ بجا لاتے ہو)

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 656-657 حدیث: 696)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم ہر فرض نماز کے بعد 33 دفعہ سُبْحَان اللہ، 33 دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور 34 دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو تو تمہیں صدقہ وخیرات کرنے والے صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بستر پر سونے سے پہلے یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا۔ لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے (وہ اٹھ نہ سکا اور) صبح ہوگئی۔ تو اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق اس کو ملے گا۔ جبکہ اس کی نینداس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اِقامة الصلاة والسنة)

اللہ تعالیٰ صدقہ کے اِس فلسفہ کو سمجھتے ہوئے ہمیں عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال وجاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

(کمپوزڈبائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

✪✪✪✪